2198 - عورت کے لیے چہرہ کب ننگا کرنا جائز ہے

سوال

ہمیں یہ تو علم ہے کہ اہل علم کے اقوال میں راجح یہی ہے کہ عورت کے لیے چہرے کا پردہ کرنا واجب ہے، لیکن کئی ایسے حالات ہوتے ہیں جن میں عورت چہرے کا پردہ نہیں کر سکتی، تو کیا اس موضوع پر کچھ روشنی ڈالنی ممکن ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

راجح قول جس کے دلائل بھی شاہد ہیں وہ " چہرے کا پردہ کرنا واجب " والا ہی ہے، اس بنا پر اجنبی اور غیر محرم مردوں کی سامنے نوجوان عورت کو چہرہ ننگا رکھنے سے منع کیا جائیگا تا کہ سد الذریعہ ہو سکے، اور فتنہ و خرابی کے خدشہ کے وقت تو یہ یقینی ہو جاتا ہے.

اہل علم بیان کرتے ہیں کہ جو بطور سد الذریعہ حرام کیا گیا ہو وہ کسی راجح مصلت کے پیش نظر مباح ہو جاتا ہے.

اس بنا پر فقہاء کرام نے کچھ خاص حالات بیان کیے ہیں جن میں عورت کے لیے چہرہ ننگا رکھنا جائز ہے جب اس کی ضرورت پیش آئے، اسی طرح ان اجنبی مردوں کے لیے عورت کو دیکھنا جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ ضرورت کی مقدار سے تجاوز نہ کیا جائے، کیونکہ جو ضرورت یا مصلحت کی خاطر مباح کیا گیا ہو وہ بقدر ضرورت اور مصلحت ہی ہو گا.

ذیل میں ہم اجمالا ان حالات کو بیان کرتے ہیں:

اول:

منگنی کے وقت:

عورت کے لیے اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ شادی کا پیغام دینے والے مرد کے سامنے ننگے کرنا جائز ہے، تا کہ وہ انہیں دیکھ سکے، لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس میں خلوت نہ ہو، اور نہ ہی وہ عورت کو چھوئے، اس لیے کہ چہرہ جمال و خوبصورتی پر، اور ہاتھ جسم کے دبلا ہونے ہونے پر دلالت کرتے ہیں.

ابو الفرج المقدسی کہتے ہیں:

" اہل علم كے مابين اس ميں كوئى اختلاف نہيں كہ عورت كا چہرہ ديكھنا مباح ہے.. جو كہ خوبصورتى و جمال كا مظہر، اور نظر يعنى ديكھنے كى جگہ ہے.

منگنى كرنے والے كا اپنى منگيتر كو ديكھنے كے جواز كى دليل كئى ايك احاديث سے ثابت ہيں، جن ميں سے چند ايك ذيل ميں بيان كى جاتى ہيں:

1 ـ سھل بن سعد رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ:

" ايك عورت رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے پاس آئى اور كہنے لگى: اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم ميں آپ كو اپنا آپ ہبہ كرنى آئى ہوں، تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اپنى نظر اس كى طرف اٹھائى اور اسے ديكھا، پھر اپنا سر نيچے كر ليا، اور جب عورت نے ديكھا كہ آپ صلى اللہ عليہ وسلم نے اس كے متعلق كوئى فيصلہ نہيں كيا تو وہ بيٹھ گئى اور صحابہ ميں سے ايك شخص كھڑا ہو كر كہنے لگا:

اے رسول اللہ عليہ وسلم اگر آپ كو اس عورت كى كوئى حاجت و ضرورت نہيں تو آپ اس كى شادى مجھ سے كر ديں "

صحيح بخارى (7 19) صحيح مسلم (4 143) سنن نسائى (6 113) بشرح سيوطى، سنن بيہقى (7 84).

2 ـ ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ:

" ميں رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے پاس تھا كہ ايك شخص آيا اور اس نے بتايا كہ اس نے ايك انصارى عورت سے شادى كى ہے، تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے فرمايا:

" كيا تم نے اسے ديكھا ہے ؟

تو اس نے جواب نفى ميں ديا، تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جاؤ اسے جا كر ديكھو، كيونكہ انصار كى آنكھوں ميں كچھ ہوتا ہے "

منسد احمد (2 299) صحيح مسلم (4 142) سنن نسائى (2 73).

3 ـ جابر رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جب تم ميں سے كوئى شخص كسى عورت كو شادى كا پيغام دے تو اگر اس كو نكاح كى دعوت ديكھنے والى چيز ديكھنے كى استطاعت ہو تو وہ اسے ضرور ديكھے "

اسے ابو داود اور حاکم نے روایت کیا ہے، اور اس کی سند حسن ہے، اس کی شاہد محمد بن مسلمہ کی حدیث ہے، اسے ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے، اور احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، اور ابو حمید کی حدیث بھی شاہد ہے جسے امام احمد اور بزار نے روایت کیا ہے.

دیکھیں: فتح الباری (9 / 181).

الزیلعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور اس کے لیے عورت کا چہرہ اور ہاتھ چھونے جائز نہیں - چاہے شہوت کا خدشہ نہ بھی ہو - کیونکہ یہ حرام ہے، اور اس کی کوئی ضرورت بھی نہیں " اھـ

اور درر البحار میں درج ہے:

" قاضی اور گواہ ، اور منگنی کرنے والے کے لیے عورت کو چھونا جائز نہیں، چاہے انہیں شہوت کا خدشہ نہ بھی ہو، کیونکہ چھونے کی کوئی ضرورت ہی نہیں " اھـ

دیکھیں: رد المختار علی الدر المختار (5 / 237).

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس کے لیے عورت سے خلوت کرنی جائز نہیں، کیونکہ یہ حرام ہے اور شریعت میں منگنی کرنے والے کے لیے دیکھنے کے علاوہ کچھ وارد نہیں، اس لیے یہ اصل یعنی حرام پر باقی ہے، اور اس لیے بھی کہ خلوت کی صورت میں ممنوع اور حرام کام سے امن نہیں بلکہ اس کا خدشہ ہے.

اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" کوئی بھی مرد کسی عورت سے خلوت نہ کرے، کیونکہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے "

اور نہ ہی منگنی کرنے والا شخص عورت کو لذت اور شہوت کی نظر سے دیکھے، اور نہ ہی شك کی نظر سے، صالح کی روایت میں امام احمد کا قول ہے:

وہ اس کے چہرہ کو دیکھے، اور یہ نظر بطور لذت نہیں ہونی چاہیے.

اور وہ عورت کی جانب کئی بار نظر دوڑا سکتا ہے، اوراس کے محاسن پر غور کر سکتا ہے، کیونکہ اس کے بغیر مقصد حاصل نہیں ہو سکتا " اھـ

دوم:

معاملات:

عورت كے ليے اپنا چہرہ اوردونوں ہاتھ خريد و فروخت كى ضرورت كے وقت ننگا كرنا جائز ہے، اسى طرح بائع كے ليے اس كے چہرے كو ديكھنا جائز ہے تا كہ فروخت كردہ چيز اس كے سپرد كى جائے، اور قيمت طلب كى جائے، يہ اس وقت تك ہے جب يہ فتنہ اور خرابى كا باعث نہ ہو، ليكن اگر خرابى پيدا ہو تو اس سے منع كيا جائيگا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اور اگر عورت خريد و فروخت يا اجرت كا لين دين كرے تو مرد اس كے چہرے كو ديكھ سكتا ہے تا كہ اسے وہ بعينہ جان لے اور درك (يعنى استحقاق بيع كے وقت قيمت كى ضمانت ہے) اس عورت پر ہے، امام احمد سے نوجوان لڑكى كےمتعلق اسے كراہت مروى ہے، ليكن بوڑھى عورت كے متعلق نہيں، اور جو فتنہ اور خرابى كا خدشہ ركھے اس كے ليے بھى مكروہ ہے، يا پھر جو لين دين سے مستغنى ہو اس سے بھى، ليكن ضرورت كے وقت اور بغير شہوت كے اس ميں كوئى حرج نہيں "

ديكھيں: المغنى (7 / 459) الشرح الكبير على متن القنع بھامش المغنى (7 / 348) ، اور الھدايۃ مع تكملۃ فتح القدير (10 / 24).

اور الدسوقى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" نكاح وغيرہ ميں نقاب والى عورت پر گواہى كا عدم جواز عام ہے حتى كہ وہ چہرہ ننگا كر لے، مثلا بيع، ہبہ، قرض، وكالت، وغيرہ اور ہمارے شيخ نے بھى اسے ہى اختيار كيا ہے "

حاشيۃ الدسوقى على الشرح الكبير (4 / 194).

سوم:

علاج معالجہ:

عورت كے ليے چہرہ سے مرض والى جگہ كو ننگا كرنا جائز ہے، يا بدن كے كسى بھى حصہ كو علاج كرنے والے ڈاكٹر كے سامنے ننگا كر سكتى ہے، ليكن شرط يہ ہے كہ عورت كا خاوند يا محرم موجود ہو، يہ اس حالت ميں ہے جب علاج كے ليے ليڈى ڈاكٹر نہ ملے، كيونكہ ايك جنس يعنى عورت كا عورت كو ديكھنا خفيف اور ہلكا ہے، اور يہ بھى كہ مسلمان ڈاكٹر كے ہوتے ہوئے ڈاكٹر غير مسلم نہ ہو جس سے علاج كرانا ممكن ہو.

اور پھر عورت کے لیے بیماری والی جگہ سے زائد کو ننگا اور ظاہرکرنا جائز نہیں، اور نہ ہی ڈاکٹر کے لیے ضرورت سے زیادہ چھونا اور دیکھنا جائز نہیں، کیونکہ یہ معاملہ اور حکم صرف ضرورت پر مقتصر ہے جسے ضرورت کے مطابق پر ہی رکھا جائیگا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" طبیب کے لیے بقدر ضرورت عورت کےجسم کو دیکھنا جائز ہے، کیونکہ یہ ضرورت والی جگہ ہے.

اور عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہےکہ:

" ان کے پاس ایك بچہ لایا گیا جس نے چوری کی تھی، تو انہوں نے فرمایا: اس کی چادر کے نیچے (یعنی زیر ناف بالوں والی جگہ کو دیکھو جو بلوغت یا عدم بلوغت کی نشانی ہے) دیکھو، تو انہوں نے دیکھا کہ ابھی بال نہیں اگے، تو انہوں نے ا سکا ہاتھ نہیں کاٹا "

دیکھیں: المغنی (7 / 459) اور غذاء الالباب (1 / 97).

اور ابن عابدین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" الجوھرۃ میں ہے: اگر بیماری شرمگاہ کے علاوہ عورت کے سارے بدن میں ہو تو علاج کے وقت اس کی جانب دیکھنا جائز ہے، کیونکہ یہ ضرورت کی جگہ ہے، اور اگر شرمگاہ والی جگہ ہو تو چاہیے کہ عورت کو سکھائے جو اس کا علاج کرے، اوراگر علاج کے لیے عورت نہ ملے اور اس کی جان کا خطرہ ہو، یا اسے ایسی تکلیف اور درد ہو اس کی برداشت سے باہر ہو تو وہ تکلیف والی جگہ کےعلاوہ ننگی نہ کرے باقی سارے جسم کو چھپائے، اور پھر مرد ڈاکٹراسکا علاج کرے، اور اسے اپی نطریں نیچی رکھنا ہونگی، حسب استطاعت جسم صرف زخم اور تکلیف والی جگہ ہی دیکھے.

دیکھیں: رد المختار (5 / 237) اور الھدائیۃ العلائیہ ص (245).

اور اسی طرح جو اس ملا ہو جو مریض کی خدمت کرے، چاہے وہ عورت ہی ہو اسے وضوء اوراستنجاء وغیرہ کروائے.

دیکھیں: غذاء الالباب (1 / 97).

محمد فؤاد کہتے ہیں:

" مرد کا عورت کا ـ سابقہ شروط کے ساتھ ـ علاج معالجہ کرنے کے جواز پر بخاری شریف کی درج ذیل حدیث دلالت کرتی ہے.

ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

" ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریك ہوتی اور لوگوں کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتیں، اور شہداء اور زخمیوں کو مدینہ واپس لاتیں "

صحیح بخاری (6 / 80) اور (10 / 136) فتح الباری.

اور اسی طرح انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مسلم (5 / 196) اور ابو داود (7 / 205) اور ترمذی (5 / 301) میں روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے.

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب باندھتے ہوئے کہا ہے:

" کیا مرد عورت اور عورت مرد کا علاج کر سکتی ہے "

دیکھیں: فتح الباری (10 / 136).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس سے بطور قیاس یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ مرد عورت کا علاج کر سکتا ہے، ـ امام بخاری ـ نے بالجزم ا سکا حکم نہیں لگا، کیونکہ احتمال ہے یہ پردہ نازل ہونے سے پہلے ہو، یا پھر عورت اس کے ساتھ یہ کرتی ہو جو ا سکا خاوند یا محرم ہو.

اور مسئلہ کا حکم یہ ہے کہ: ضرورت کے وقت اجنبی کا علاج معالجہ کرنا جائز ہے، اوراسے بقدر ضرورت ہی رکھا جائیگا جو نظر کے متعلق ہو، اور ہاتھ وغیرہ سےمس کے متعلق "

دیکھیں: فتح الباری (10 / 136).

چہارم:

عورت کے لیے گواہ بنتے اور گواہی دیتے وقت چہرہ ننگا کرنا جائز ہے، اسی طرح قاضی کے لیے چہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے، تا کہ حقوق ضائع ہونے سے محفوظ رہیں.

شیخ دردیر کہتے ہیں:

" نقاب پہننے والی عورت پر گواہی دینی جائز نہیں حتی کہ وہ چہرہ ننگا نہ کر لے، تا کہ وہ بعینہ اس کے اوصاف کی گواہی دے "

دیکھیں: الشرح الکبیر للشیخ دردیر (4 / 194).

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور گواہ کے لیے مشہود علیہ عورت کے چہرہ کو دیکھنا جائز ہے تا کہ بعینہ گواہی پوری ہو سکے.

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: کوئی بھی گواہ کسی عورت کے خلاف گواہی نہ دے، مگر وہ اسے بعینہ پہچان نے لے "

دیکھیں: المغنی (7 / 459) اور الشرح الکبیر علی متن القنع (7 / 348) الھدایۃ مع تکلمۃ ایر (10 / 26).

پنجم:

قضاء:

عورت کے حق میں یا عورت کے خلاف فیصلہ کرنے والی قاضی کے سامنے عورت کے لیے چہرہ ننگا کرنا جائز ہے، اور فیصلہ کے وقت قاضی کو عورت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے تا کہ وہ اس کی پہچان کرنے اور حقوق کو ضائع ہونے سے بچا سکے.

اور ... گواہی کےاحکام مکمل طور پر برابر برابر قضاء پر منطبق ہونگے کیونکہ یہ دونوں حکم کی علت میں متحد ہیں "

دیکھیں: الدرر المختار (5 / 237) الھدیۃ العلائیۃ (244) اور الھدایۃ مع تکملۃ فتح القدیر (10 / 26).

ششم:

امتیاز رکھنے والا بچہ جسے شہوت نہ ہو:

عورت کے لیے ـ ایك روایت میں ـ امتیاز کرنے اور غیر شہوت والے بچہ کے سامنے وہ کچھ ظاہر کرنا جائز ہےجو وہ اپنے محرم مردوں کے سامنے ظاہر کرتی ہے، کیونکہ وہ بچہ عورتوں کی رغبت نہیں رکھنا، اور وہ بچہ یہ سب کچھ دیکھا سکتا ہے.

الشیخ ابو الفرج المقدسی کہتے ہیں:

" امتیاز کرنے شہوت نہ رکھنے والے بچے کے لیے ایك روایت میں عورت کی ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے دیکھنا جائز ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

ان وقتوں کے علاوہ نہ تو تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر، تم سب آپس میں آپس میں بکثرت ایك دوسرے کے پاس آنے جانے والے ہو النور (58).

اور اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالی نے فرمایا:

اورتمہارے بچے (بھی) جب بلوغ تکو پہنچ جائیں تو جس طرح ان کے اگلے لوگ اجازت مانگتے ہیں انہیں بھی اسی طرح اجازت مانگ کر آنا چاہیے النور (59).

تو یہ بالغ نابالغ میں فرق کرنے پر دلالت کرتی ہے.

ابو عبد اللہ کہتے ہیں:

" ابو طیبہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو سنگی لگائی تو وہ بچے تھے "

اور دوسری روایت میں ہے:

" اگر وہ شہوت والا ہو تو نظر میں اس کا حکم محرم مردوں جیسا ہو گا کیونکہ فرمان باری تعالی ہے:

یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں النور (31).

ابو عبد اللہ کو کہا گیا:

بچے سے عورت کب اپنا سر چھپائیگی ؟

ان کا جواب تھا:

جب بچہ دس برس کا ہو جائے، تو جب وہ شہوت والا ہو تو وہ غیر محرم کی طرح ہوگا کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچ جائیں النور (59).

اور ان سے ہی مروی ہے:

وہ اجنبی کی مانند ہوگا کیونکہ وہ شہوت میں بالغ کے معنی میں ہے جو کہ دیکھنے کی تحریم اور پردے کے کا مقتضی ہے.

اور اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

یا ایسے بچےجو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے مطلع نہیں النور (31).

لیکن وہ بچہ جو امتیاز نہیں کر سکتا اس سے کچھ بھی چھپانا واجب نہیں"

دیکھیں: الشرح الکبیر علی متن المقنع (7 / 349) اور المغنی (7 / 458) اور عذاء الالباب (1 / 97) بھی دیکھیں.

ہفتم:

جس کی ختم ہو چکی ہو.

جو اعضاء عورت اپنےمحرم کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے وہ اعضاء اس شخص کے سامنے بھی ظاہرکرنے جائز ہیں جس کی شہوت ختم اور ضائع ہو چکی ہو، کیونکہ اسے عورتوں کی کوئی حاجت ہی نہیں، اور نہ ہی وہ عورتوں کے متعلق سوچ و بچار کرتا ہے، اور اس مرد کے لیے بھی وہ اعضاء دیکھنے جائز ہیں.

ابن قدامہ کہتے ہیں:

" جس شخص کی بڑھاپے کی بنا پر شہوت ختم ہو چکی ہو، یا کسی بیماری جس سے شفایابی کی امید ہی نہ ہو، یا پھر کسی تکلیف کی بنا پر یا خصی کرنے کی وجہ سے شہوت جاتی رہے.... اور وہ مخنث (ہیجڑا) جسے کوئی شہوت نہ ہو، ان سب کا حکم نظر میں محرم کی طرح ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں النور (31).

یعنی جنہیں عورتوں کی کوئی حاجت و ضرورت نہیں.

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں:

" یہ وہ شخص ہے جس سے عورتیں شرماتی نہیں "

اور ابن عباس سے ہی مروی ہے:

" یہ وہ مخنث اور ہیجڑا ہے جسے کوئی شہوت نہ ہو " یعنی وہ عضو کھڑا کرنے پر قادر نہ ہو "

اور مجاہد اور قتادہ رحمہما اللہ کہتے ہیں:

" وہ مرد جسے عورتوں کی کوئی حاجت اور ضرورت نہ ہو، اور اگر ہیجڑا شہوت رکھتا ہو اور عورتوں کے معاملات کو جانتا ہو تو اس کا حکم دوسرے مردوں جیسا ہے.

کیونکہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں:

" ازواج مطہرات کے پاس ایك ہیجڑا آیا لوگ اسے بغیر شہوت والا مرد شمار کرتے تھے، تو ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو وہ ہیجڑا ایك عورت کی اوصاف بیان کر رہا تھا کہ جب وہ آتی ہے تو چارس لوٹیں پڑتی ہیں، ا ور جب جاتی ہے تو آٹھ سلوٹیں پڑتی ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" میرے خیال میں نہ تھا کہ یہ یہاں تك جانتا ہے، اب یہ تمہارے پاس بالکل نہ آئے "

لہذا انہوں نے اسے آنے سے روك دیا "

اسے ابو داود وغیرہ نے روایت کیا ہے.

ابن عبد البر کہتے ہیں:

" مخنث اور ہیجڑا وہ نہیں جس میں خاص کر فحاشی جانی جائے، بلکہ ہیجڑا وہ ہے جو خلقت و پیدائش میں عورتوں کی جانب مائل ہو حتی کہ وہ بات چیت کی نرمی اور کلام اور نظر اور نغمہ و عقل میں عورت کے مشابہ ہو، اگر وہ ایسا ہی ہو تو اسے عورتوں کی کوئی حاجت و ضرورت نہیں، اور نہ ہی وہ عورتوں کے امورکے متعلق کچھ سوچتا ہے، اور یہ ان غیر شہوت مردوں میں شامل ہوتا ہے جسے عورتوں کے پاس جانے کی اجازت دی گئی ہے.

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مخنث اور ہیجڑے کو اپنی بیویوں کے پاس جانے سے منع نہیں فرمایا، لیکن جب اسے سنا کہ وہ غیلان کی بیٹی کےاوصاف بیان کر رہا تھا، اور عورتوں کے معالات کو سمجھتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عورتوں کے پاس آنے سے منع کر دیا "

دیکھیں: المغنی (7 / 463) الشرح الکبیر علی متن المقنع (7 / 347 - 348).

ہشتم:

وہ بوڑھی عورت جس کی عمر کی عورتیں شہوت نہیں رکھتیں.

وہ بوڑھی عورت جو شہوت نہیں رکھتی اپنا چہرہ اور جو غالبا ظاہر ہوتا ہے وہ اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے، لیکن اس کےحق میں بھی پردہ کرنا افضل ہے.

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید (اور خواہش ہی) نہ رہی ہو وہ اگر اپنا دوپٹہ اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ وہ اپنا بناء سنگھار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں، تا ہم اگر ان سے بھی احتیاط رکھیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے النور (60).

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وہ بوڑھی جس عمر کی عورتوں میں اشتہا نہ ہو ان کے وہ اعضاء دیکھنا جو عام طور پر ظاہر ہوتے ہیں دیکھنے میں کوئی حرج نہیں.

کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور وہ بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید ہی نہ رہی ہو .

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

آپ مومن مردوں کو کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نظروں کو نیچا رکھیں النور (30).

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اس آیت كي تفسير میں کہتے ہیں:

" اور آپ مومنوں کو کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نظروں کو نیچا رکھیں "

ان کا کہنا ہے: تو یہ منسوخ کر دی گئی اور اس میں سے بوڑھی عورتوں کو مستثنی کیا گیا جو نکاح کی امید نہیں رکھتیں .

اور بدصورت عورت جسے کوئی نہیں چاہتا وہ بھی اسی معنی میں آتی ہے.

دیکھیں: المغنی (7 / 463) اور الشرح الكبير على متن المقنع (7 / 347 - 348).

نہم:

کافرہ عورتوں کے سامنے چہرہ ننگا کرنا.

اہل علم کے مابین مسلمان عورت کا کافرہ عورت کے سامنے اپنا چہرہ ننگا کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے:

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" عورت کا عورت کے ساتھ حکم مرد کے ساتھ مرد کے برابر ہے، اور اس میں مسلمان کا آپس میں اور مسلمان اور ذمی کے مابین کوئی فرق نہیں، جس طرح دیکھنے میں دو مسلمان مردوں کے مابین اور ایك مسلمان اور ایك ذمی کےمابین کوئی فرق نہیں.

امام احمد کہتے ہیں:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورت یہودی اور عیسائی عورت کے سامنے اپنا دوپٹہ نہیں اتاریگی، لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ وہ شرمگاہ نہیں دیکھ سکتی، اور نہ ہی ولادت کے وقت وہاں ہو(یعنی وہ اس وقت نہ آئے کیونکہ وہ ولادت کے وقت عورۃ مغلظہ پر مطلع ہو گی، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ یہ ضرورت کے وقت ہو سکتا ہے).

امام احمد سے ایك دوسری روایت یہ بھی ہے کہ:

مسلمان عورت اپنا دوپٹہ ذمی عورت کے سامنے نہیں اتاریگی... کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

" یا ان کی عورتیں "

لیکن پہلی روایت اولی ہے، کیونکہ یہودی اور دوسری عورتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس آتی تھیں اور وہ ان سے پردہ نہیں کرتی تھیں، اور نہ ہی انہیں پردہ کرنے کا حکم دیا گیا.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

" ایك یہودی عورت میرے پاس سوال کرنے آئی اور کہنے لگی: اللہ تعالی تجھےعذاب قبر سے محفوظ رکھے، تو عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا.... " اور مکمل حدیث بیان کی.

اور اسماء رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ میرے پاس آئیں تو وہ اسلام سے بےرغبتی کرنے والی تھیں، چنانچہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں "

اور اس لیے بھی کہ مردوں اور عورتوں کے مابین پردہ کا تو کچھ معنی اور مقصد ہے، جو مسلمان عورت اور ذمی عورت کے مابین پردہ میں نہیں پایا جاتا اس لیے ضروری اور واجب ہے کہ ان دونوں کے مابین پردہ نہ ہو جس طرح

کہ مسلمان مرد کا ذمی کے ساتھ ہے، اور اس لیے بھی کہ پردہ تو کسی نص یا قیاس کے ساتھ واجب ہوتا ہے، لیکن یہاں ان دونوں میں سےکوئی بھی نہیں.

اور رہا یہ فرمان باری تعالی :

" یا ان کی عورتیں "

یہ احتمال ہے کہ اس سے مراد من جملہ سب عورتیں ہوں.

دیکھیں: المغنی (7 / 464) اور الشرح الکبیر علی متن المقنع بھامش المغنی (7 / 351).

ابن عربی المالکی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

(میرے نزدیك صحیح یہ ہے کہ یہ سب عورتوں کے لیے جائز ہے، ضمیر صرف اتباع کے لیے آئی ہے، یہ آیت ضمیر ہے، جبکہ پچیس ضمیریں ایسی ہیں جن کی قرآن مجید میں کوئی نظیر نہیں ملتی، تو یہ بطور اتباع آئی ہے "

دیکھیں: احکام (3 / 326).

اور علامہ آلوسی کہتے ہیں:

" فخر الرازی کا مسلك ہے کہ یہ مسلمان عورت کی طرح ہی ہے، ان کا کہنا ہے: مذہب یہی ہے کہ یہ مسلمان عورت کی طرح ہی ہے، اور ا نکی عورتوں سے مراد سب عورتیں ہیں، اور سلف کا قول استحباب پر محمول ہے.

پھر کہتے ہیں:

آج کے ایام میں یہ قول لوگوں پر زیادہ نرم ہے، کیونکہ مسلمان عورتوں کا ذمی عورتوں سے پردہ کرنا ممکن نہیں "

دیکھیں: تفسیر الآلوسی (19 / 143).

محمد فؤاد کہتے ہیں:

" اگر یہ قول ان کے دورمیں لوگوں پر زیادہ نرم تھا، تو بلا شك و شبہ ہمارے دور اور زمانے میں توا ور بھی زیادہ اولی اور نرمی اور آسانی ہوگا، خاص کر ان کے لیے جنہیں غیر مسلموں کے ممالك میں سخت قسم کے اسباب کی بنا پر رہنے پر مجبور ہونا پڑ رہا ہے، مسلمان عورتیں ذمی عورتوں کے ساتھ مل جل گئیں ہیں، اور زندگی کے اسباب اور ظروف آپس میں مل چکے ہیں، کہ ان ذمی عورتوں سے مسلمان عورتوں کا پردہ کرنا صعوبتوں اورمشکلات سے بھرا

ہوا ہے، انا للہ و انا الیہ راجعون.

دہم:

عورت پر واجب ہے کہ وہ حج یا عمرہ کے موقع پر حالت احرام میں اپنا چہرہ اور ہاتھ ننگے رکھے، اور اس حالت میں اس پر نقاب اور دستانے پہننا حرام ہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" احرام والی عورت نہ تو نقاب پہنے، اور نہ ہی دستانے پہنے"

اور اگر قریب سے مردوں کے گزرنے کی بنا پر احرام والی عورت کو چہرہ ڈھانپنے کی ضرورت پڑے، یا وہ خوبصورت ہو اورمردوں کا اس کی جانب دیکھنا ثابت ہو جائے تو وہ اپنے سر سے کپڑا اپنے چہرے پر لٹکا لے.

کیونکہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث میں ہے وہ بیان کرتی ہیں:

" ہمارے پاس سے قافلہ سوار گزرتے اور ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں ہوتیں، تو جب وہ ہمارے برابر آتے ہم میں سے عورتیں اپنی چادر اپنے سر سے اپنے چہرہ پر لٹکا دیتی، اور جب وہ ہم سے آگے نکل جاتے تو ہم چہرہ ننگا کر دیتیں "

الجزیری ان سے حکایتا بیان کرتے ہیں:

" عورت کے لیے ضرورت کی بنا پر اپنا چہرہ ڈھانپنا جائز ہے مثلا قریب سے غیر محرم اور اجنبی مرد گزریں، اور پردہ کا اس کے چہرے کے ساتھ لگنا اسے کوئی ضرر اور نقصان نہیں دےگا، اور اسمیں وسعت ہے تو مشقت اور حرج کو رفع کرتی ہے "

دیکھیں: الفقہ علی المذاہب الاربعۃ (1 / 645).

یہ وہ حالات ہیں جن میں عورت فقہاء کی بیان کردہ تفصیل کے مطابق اپنا چہرہ اور ہاتھ ننگے کر سکتی ہے، اور اس تفصیل کو علماء نے بیان کیا ہے، لیکن یہاں ایك اور مسئلہ باقی ہے جو قابل التفات اور اہتمام ہے وہ یہ کہ:

" اکراہ اور جبر کی حالت میں " جس کی بنا پر مسلمان عورت پر لازم کر دیا جائے کہ وہ اپنا چہرہ ننگا رکھے، اس کا حکم کیا ہو گا ؟

گیارہ:

اکراہ اور جبر کی حالت:

بعض مسلط کردہ نظاموں نے ظالمانہ احکام اور قوانین نافذ کر رکھیں ہیں، جو دین اسلام کے مخالف ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف اور زیادتی ہیں، ان قوانین اورنظام کی بنا پر مسلمان عورت کو پردہ کرنے سے منع کر دیا گیا ہے، بلکہ بعض کی حالت تو یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ عورتوں کے چہروں سے حجاب اور اسکارف سختی کے ساتھ اتار دیا گیا ہے، اور ان مسلمان عورتوں کے خلاف بری ترین قسم کا قہر و جبر اور دہشت گردی اور تسلط پایا جاتا ہے.

جیسا کہ کچھ یورپی ممالك میں نقاب اوڑھنے والی عورتوں پر تنگی کی گئی ہے.. اور بعض عورتیں کبھی اذیت سے دوچار ہوتی ہیں، تو کبھی اسلام یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت کا نشانہ بنایا جاتا ہے.

اس کو مدنظر رکھتے ہوئے عورت کے لیے بوقت ضرورت اور حاجت جو یقینی ہو، یا اس کے ظن غالب یہ ہو کہ اس سے تکلیف واذیت حاصل ہو گی جو اس کی استطاعت و طاقت سے باہر ہو تو وہ چہرہ ننگا کر سکتی ہے.

برے قسم کے لوگوں سے اذیت و تکلیف اور فتنہ و خرابی حاصل ہونے سے مرجوح قول کو لینا اولی و افضل ہے.

اور اگر مندرجہ بالا حالات میں جو اکراہ و جبر کی حد تك نہي پہنچے ان میں عورت کے لیے چہرہ ننگا کرنا جائز ہے، تو عورت کی ذات یا دین کو حاصل ہونے والی اذیت کی بنا پر چہر ننگا کرنا بالاولی جائز ہوا، خاص کر جب اس کا نقاب اسے اس حد تك لے جائے کہ وہ اس کے سر پردہ ہی اتار دیں یا پھر وہ اس پر زیادتی کا باعث بن جائے.

اور ضروریات ممنوعہ کام کو مباح کر دیتی ہیں، اور جو چیز ضرورت کی بنا پر مباح کی گئی ہو تو وہ چیز بھی بقدر ضرورت ہی مباح ہو گی، جیسا کہ اہل علم نے بیان کیا ہے.. اور اس معاملہ میں کوئی سستی و کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، اور جن حالات میں مسلمان عورت رہ رہی ہے اس کا اندازہ اچھی طرح لگانا ضروری ہے، اور اپنے علاوہ کسی اور عورت کے تجربہ اور موقف کو معتبر بنایا جائے، تا کہ اس کا صحیح ضرورت کے مطابق اندازہ ہو، جس میں خواہش و کمزوی نہیں ہونی چاہیے.

اور جب مندرجہ بالا استثنائی حالات میں عورت کے لیے اپنا چہرہ اور ہاتھ ننگا رکھنا جائز ہے، تو اس کے لیے سونے کے زیور پہن کر اور بناؤ سنگھار کر کے چہرہ ننگا کرنا حرام ہے، جبکہ اجنبی اور غیر محرم مردوں کے سامنے اس کا اظہار جائز نہیں، یہ سب فقہاء کا متفق فیصلہ ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور وہ اپنی زینت کو ظاہر مت کریں،اور اس لیے کہ کوئی ضرورت یا شدید حاجت اس کی طرف نہ لائے.

دیکھیں: حجاب المسئلہ بین انتحال المبطلین و تاویل الجاہلین (239).

اللہ تعالی سے سوال ہے کہ وہ سب مسلمانوں کے حالات کو درست فرمائے، اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ

وسلم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے.

واللہ اعلم .